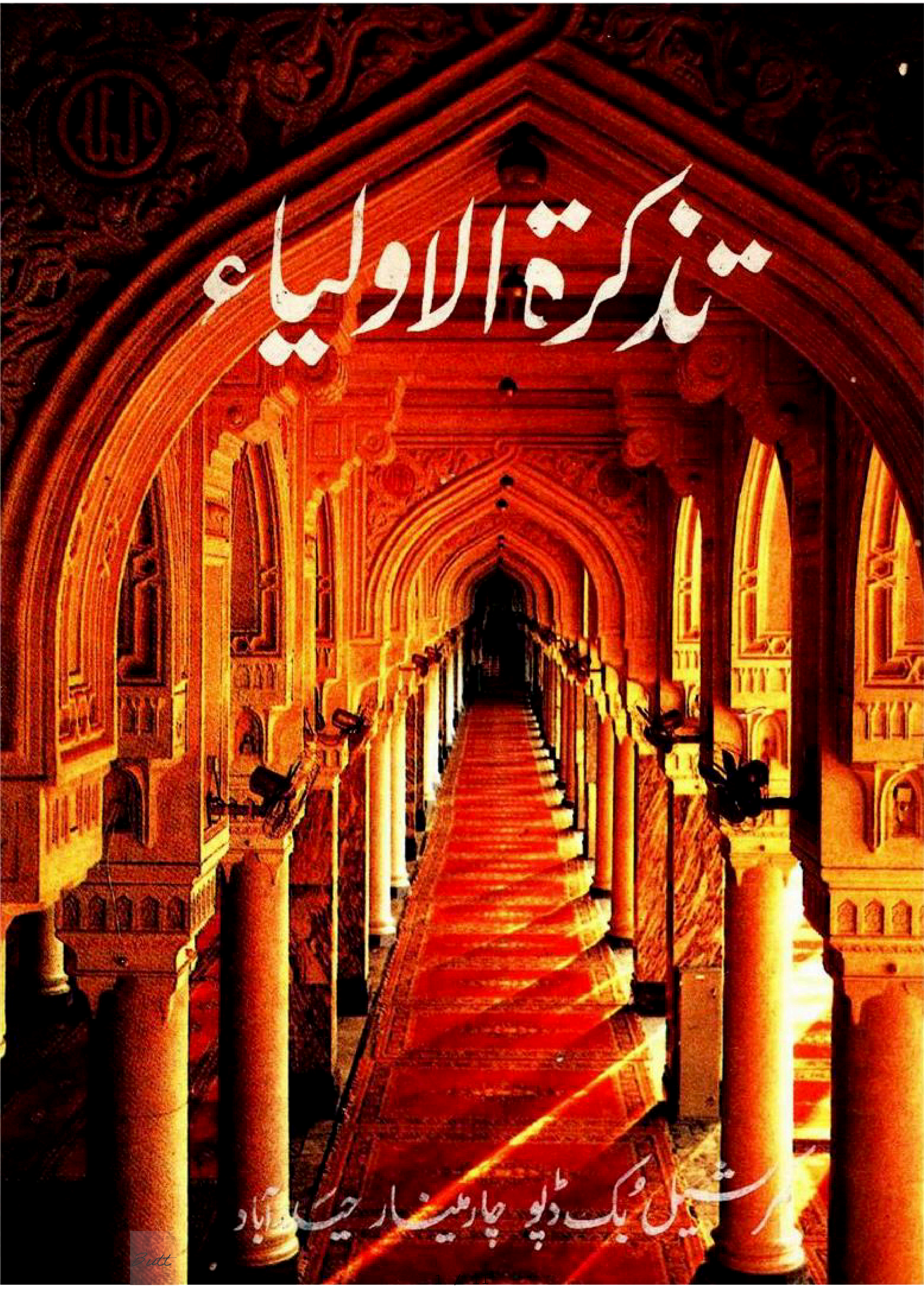

تذکرۃ الاولیاء
مرشیل بک ڈپو چارمینار حیدرآباد

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (القرآن)

تذکرۃ الاولیاء

(اردو)

مُصنّفہ

حضرت شیخ فریدالدین عطاؔر رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح وترتیب

مولانا زبیر افضل عثمانی | محمد عبدالعلیم مظفر

فہرست اسمائے بزرگان

کھجور کی فصل نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا یہ لے اور ایک تازہ کھجور سے بھری ہوئی تھیلی اس کو دے دی۔

سفرِ آخرت ایک دن حضرت سماک اور حضرت ذوالنّورین حضرت رابعہ بصری کے یہاں تشریف فرما تھے کہ حضرت عتبہ نیا لباس زیب تن کئے اکڑتے ہوئے پہنچے تو حضرت سماک نے پوچھا کہ یہ آج کیسی چال چل رہے ہو، فرمایا کہ میرا نام غلام جبار ہے اسی لئے اکڑ کر چل رہا ہوں اور یہ کہتے ہی غش کھا کر زمین پر گر پڑے اور جب لوگوں نے پاس جا کر دیکھا تو آپ مردہ تھے۔ اس کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ نصف چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے اور آپ سے جب اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ ایک مرتبہ دورِ طالب علمی میں بڑے داڑھی مونچھوں والے ایک خوبصورت لڑکے کو غور سے دیکھا تھا چنانچہ جب مرنے کے بعد مجھے جنت کی جانب لے جایا جا رہا تھا تو جہنم پر سے گذرتے ہوئے ایک سانپ نے میرے رخسار پر کاٹتے ہوئے کہا کہ بس ایک نظر دیکھنے کی یہ سزا ہے۔ اور اگر کبھی تو اس لڑکے کو زیادہ توجہ سے دیکھتا تو میں بھی تجھے بہت زیادہ اذیت پہنچاتا۔

باب ۹

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے حالات و مناقب

تعارف آپ پردہ نشینوں کی مخدومہ، خاصانِ خداوندی، سوختۂ عشق، قربِ الٰہی کی شیفتہ اور پاکیزگی میں مریم ثانی تھیں۔ اگر معترض یہ کہے کہ مردوں کے تذکرے میں عورت کا ذکر کیوں کیا گیا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ صورت کے بجائے قلب کو دیکھتا ہے" اسی لئے روزِ محشر تمام محاسبہ صورت کے بجائے نیت پر ہوگا۔ لہٰذا جو عورت ریاضت و عبادت میں مردوں کے مماثل ہو اس کو بھی مردوں ہی کی صف میں شمار کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ جب یومِ حساب میں مردوں کو پکارا جائے گا تو سب سے قبل حضرت مریم آگے بڑھیں گی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر رابعہ بصری حضرت حسن بصری کی مجالس میں شرکت نہ کرتیں تو شاید آپ کے تذکرے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن اس کتاب میں جن بزرگوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں وہ بطور توحید کے بیان کئے گئے ہیں جس میں مَن و تو کا کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ اور بوعلی فارمدی کے اس قول کے مطابق مرد و زن میں فرق کرنا بے سود ہے کہ نبوت عین عزت و رفعت ہے۔ اس میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں۔ اسی طرح ولایت کے مراتب بھی ہیں جن میں مرد و زن کا امتیاز نہیں ہوتا اور چونکہ رابعہ بصری باعتبار ریاضت و معرفت ممتاز زمانہ تھیں اس لئے تمام اہل اللہ کی نظر میں معتبر اور ذی عزت

تو آپ کو اختیار ہے۔ یہ سن کر آپ حجرے سے باہر نکل آئیں اور ذکر و شغل میں مشغول ہوگئیں۔

آپ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتی تھیں۔ اور گاہے گاہے حضرت حسن بصری کے وعظ میں بھی شریک ہوتیں ایک روایت یہ ہے کہ ابتدا میں آپ گانی بجانی تھیں۔ بعد میں تائب ہو کر جنگل میں گوشہ نشین ہوگئیں۔ پھر جس وقت سفر حج پر روانہ ہوئیں تو آپ کا ذاتی گدھا بہت نحیف تھا اور جب آپ سامان لاد کر روانہ ہو چکیں تو وہ راستہ ہی میں مر گیا یہ دیکھ کر اہل قافلہ نے عرض کیا کہ آپ کا سامان ہم لوگ اٹھا لیں گے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے بھروسے پر سفر نہیں کیا ہے یہ سن کر اہل قافلہ آپ کو تنہا وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے اس وقت آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ ایک نادار و عاجزہ کے ساتھ کیا یہی سلوک کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اپنے گھر کی جانب مدعو کیا پھر راستے میں میرے گدھے کو مار ڈالا۔ اور مجھ کو جنگل میں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ ابھی آپ کا شکوہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ گدھے میں جان آگئی اور آپ اس پر سامان لاد کر عازم مکہ ہوگئیں۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ عرصہ دراز کے بعد میں نے اس گدھے کو مکہ معظمہ کے بازار میں فروخت ہوتے بچشم خود دیکھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی برکت دعا سے اس کی عمر طویل ہوئی۔ جب آپ مکہ معظمہ پہنچیں تو کچھ ایام بیابان میں مقیم رہ کر خدا سے التجا کی کہ میں اس لئے دل گرفتہ ہوئی کہ میری تخلیق تو خاک سے ہوئی ہے اور کعبہ پتھر سے تعمیر کیا گیا لہٰذا میں تجھ سے بلاواسطہ ملاقات کی متمنی ہوں۔ چنانچہ بلاواسطہ اللہ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے رابعہ کیا نظام عالم درہم برہم کر کے تمام اہل عالم کا خون اپنی گردن پر لینا چاہتی ہے اور کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب موسیٰ نے دیدار کی خواہش کی اور ہم نے اپنی تجلیات میں سے ایک چھوٹی سی تجلی کوہ طور پر ڈالی تو وہ پاش پاش ہو گیا۔ اس کے بعد جب آپ دوبارہ حج کو گئیں تو دیکھا کہ خانہ کعبہ خود آپ کے استقبال کے لئے چلا آرہا ہے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے مکان کی حاجت نہیں بلکہ مکین کی ضرورت ہے کیونکہ مجھے حسن کعبہ سے زیادہ جمال خداوندی کے دیدار کی تمنا ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم جب سفر حج پر روانہ ہوئے تو ہر گام پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے چلے اور مکمل چودہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے اور دوران سفر یہ بھی کہتے جاتے کہ دوسرے لوگ تو قدموں سے چل کر پہنچتے ہیں لیکن میں سر اور آنکھوں کے بل پہنچوں گا اور جب مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں سے خانہ کعبہ غائب تھا۔ چنانچہ آپ اس تصور سے آبدیدہ ہوگئے کہ شاید میری بصارت زائل ہو چکی ہے لیکن غیب سے ندا آئی کہ بصارت زائل نہیں ہوئی ہے بلکہ کعبہ ایک ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔ یہ سن کر آپ کو احساس ندامت ہوا اور گریہ کناں ہو کر عرض کیا کہ یا اللہ وہ کون ہستی ہے۔ ندا آئی کہ وہ بہت ہی عظیم المرتبت ہستی ہے۔ چنانچہ آپ کی نظر اٹھی تو دیکھا کہ سامنے سے حضرت رابعہ بصری لاٹھی کے سہارے چلی آرہی ہیں اور کعبہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے۔ اور آپ نے رابعہ بصری سے سوال کیا کہ تم نے نظام عالم کو کیوں درہم برہم کر رکھا ہے؟ جواب ملا کہ میں نے تو نہیں البتہ تم نے ایک ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے جو چودہ برس میں کعبہ تک پہنچے ہو۔ حضرت ابراہیم ادھم نے کہا کہ میں ہر گام پر دو رکعت نفل پڑھتا ہوا آیا ہوں جس کی وجہ سے اتنی تاخیر سے پہنچا۔ رابعہ نے فرمایا کہ تم نے تو نماز پڑھ پڑھ کر فاصلہ طے کیا ہے اور عجز و انکسار کے ساتھ یہاں تک پہنچی ہوں۔ پھر ادائیگی حج کے بعد اللہ تعالیٰ سے رو کر عرض کیا، تو نے حج پر بھی اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور مصیبت پر صبر کرنے پر بھی، لہٰذا اگر تو میرا حج قبول نہیں فرماتا تو پھر مصیبت پر صبر کرنے

روٹیاں شمار کرلیں تب ان مہمانوں کے سامنے رکھا۔ اور وہ محوِ حیرت ہو کر کھانے میں مصروف ہو گئے اور جب فراغتِ طعام کے بعد رابعہ بصری سے واقعہ کی نوعیت معلوم کرنا چاہی تو فرمایا کہ جب تم یہاں حاضر ہوئے تو مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم بھوکے ہو اور جو کچھ گھر میں حاضر تھا وہ میں نے تمہارے سامنے رکھ دیا۔ اسی دوران ایک سائل آ پہنچا اور وہ دونوں روٹیاں میں نے اسے دے کر اللہ سے عرض کیا کہ تیرا وعدہ ایک کے بجائے دس دینے کا ہے اور مجھے تیرے قول صادق پر مکمل یقین ہے، لیکن کنیز کے اٹھارہ روٹیاں لانے سے میں نے سمجھ لیا کہ اس میں ضرور کوئی سہو ہوا ہے اسی لئے میں نے واپس کر دیں اور جب وہ پوری بیس روٹیاں لے کر آئی تو میں نے وعدے کی تکمیل میں لے لیں۔

دوستی کا حق

ایک مرتبہ بوجہ تکان نماز ادا کرتے ہوئے نیند آ گئی اسی دوران ایک چور آپ کی چادر اٹھا کر فرار ہونے لگا لیکن اسے باہر نکلنے کا راستہ ہی نظر نہیں آیا۔ اور چادر اپنی جگہ رکھتے ہی راستہ نظر آ گیا۔ لیکن اس نے بوجہ حرص پھر چادر اٹھا کر فرار ہونا چاہا اور پھر راستہ نظر آنا بند ہو گیا غرض کہ اسی طرح اس نے کئی مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ راستہ مسدود نظر آیا۔ حتیٰ کہ اس نے ندائے غیبی سنی کہ تو خود کو آفت میں کیوں مبتلا کرنا چاہتا ہے، اس لئے کہ چادر والی نے برسوں سے خود کو ہمارے حوالے کر دیا ہے اور اس وقت سے شیطان تک اس کے پاس نہیں پھٹک سکا پھر کسی دوسرے کی کیا مجال ہے جو چادر چوری کر سکے۔ کیونکہ اگرچہ ایک دوست محوِ خواب ہے لیکن دوسرا دوست بیدار ہے۔

حقیقت شناسی

ایک مرتبہ آپ نے کئی یوم سے کچھ نہیں کھایا اور جب خادمہ کھانا تیار کرنے لگی تو گھر میں پیاز نہیں تھی۔ اور اس نے آپ سے پڑوس ہی سے پیاز مانگ لانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ میں تو برسوں سے اللہ تعالےٰ سے یہ عہد کئے ہوئے ہوں کہ تیرا سوا کبھی کسی سے کچھ طلب نہ کروں گی۔ لہٰذا اگر پیاز نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ ابھی آپ کا جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک پرندہ اپنی چونچ میں چھلی ہوئی پیاز لیئے ہوئے آیا اور ہانڈی میں ڈال کر اڑ گیا مگر آپ نے اس کو فریب شیطانی تصور کرتے ہوئے بغیر سالن کے صرف خشک روٹی کھالی۔

آپ ایک پہاڑی پر تشریف لے گئیں اور تمام صحرائی جانور آپ کے گرد جمع ہو گئے لیکن اسی وقت جب خواجہ حسن بصری وہاں پہنچے تو وہ تمام جانور فرار ہو گئے۔ حسن بصری نے حیرت زدہ ہو کر آپ سے سوال کیا کہ یہ تمام جانور مجھے دیکھتے ہی کیوں فرار ہو گئے رابعہ بصری نے پوچھا کہ آج آپ نے کیا کھایا ہے تو انہوں نے کہا کہ گوشت روٹی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ جب تم ان کا گوشت کھاؤ گے تو پھر یہ تم سے کیونکر مانوس ہو سکتے ہیں؟

مقام ولایت

ایک مرتبہ آپ حضرت حسن بصری کے مکان پہنچیں تو اس وقت وہ مکان کی چھت پر اس درجہ مصروف گریہ تھے کہ اشکوں کا پرنالہ بہہ پڑا۔ رابعہ بصری نے کہا کہ اگر آپ کی یہ گریہ وزاری فریب کار نفس ہے تو اسے بند کر دو تاکہ آپ کے باطن میں ایسا بحرِ بیکراں موجزن ہو جائے کہ اگر اس کی پہنائیوں میں اپنے قلب کو تلاش کرنا چاہو تو نہ مل سکے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو ایسا کر دینے میں قدرت کامل حاصل ہے آپ کی یہ باتیں گو حسن بصری کے لئے بارِ خاطر ہوئیں لیکن

کچھ لوگ قدمبوسی کے لیے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ دانتوں سے گوشت کاٹ رہی ہیں انہوں نے سوال کیا کہ کیا آپ کے یہاں چاقو چھری نہیں ہے جو دانتوں سے کام لے رہی ہیں۔ فرمایا کہ میں محض اس خوف سے چاقو چھری نہیں رکھتی کہ کہیں وہ میرے اور میرے محبوب کے رشتہ کو منقطع نہ کر دے۔

درد دل

ایک مرتبہ آپ نے سات شب و روز مسلسل روزے رکھے اور شب میں قطعاً آرام بھی نہیں کیا لیکن جب آٹھویں دن بھوک کی شدت کی نفس نے فریاد کی کہ مجھے کب تک اذیت دوگی تو اسی وقت ایک شخص کھانے کی کوئی شے پیالے میں لئے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ لے کر شمع روشن کرنے اٹھیں اور اسی وقت ایک بلی کہیں سے آئی اور وہ پیالہ الٹ دیا، اور جب پانی سے روزہ کھولنے اُٹھیں تو شمع بجھ گئی اور آبخورہ گر کر ٹوٹ گیا۔ اس وقت آپ نے ایک دلدوز آہ بھر کر اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ میرے ساتھ یہ کیسا معاملہ کیا جا رہا ہے۔ ندا آئی کہ اگر دنیاوی نعمتوں کی طلب گار ہو تو ہم عطا کئے دیتے ہیں لیکن اس کے عوض میں اپنا درد تمہارے قلب سے نکال لیں گے اس لئے کہ ہمارے غم اور غم روزگار کا ایک قلب میں اجتماع ممکن نہیں اور نہ کبھی جداگانہ مرادیں ایک قلب میں جمع ہو سکتی ہیں۔ یہ ندا سنتے ہی دامن اُمید چھوڑ کر اپنا قلب حب دنیا سے اس طرح خالی کر لیا کہ جس طرح موت کے وقت مرنے والا امید زلیست ترک کر کے قلب کو دنیاوی تصورات سے خالی کر دیتا ہے اور اس کے بعد آپ بھی دنیا سے اس طرح کنارہ کش ہو گئیں کہ ہر صبح یہ دعا کرتیں کہ اے اللہ مجھے اس طرح اپنی جانب متوجہ فرمالے کہ اہلِ جہان مجھے تیرے سوا کسی کام میں مشغول نہ دیکھ سکیں۔

لعض لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ بلا کسی ظاہری مرض کے آپ گریہ و زاری کیوں کرتی رہتی ہیں۔ فرمایا کہ میرے سینے میں ایک مرض نہاں ہے کہ جس کا علاج نہ تو کسی طبیب کے بس میں ہے اور نہ وہ مرض تمہیں دکھائی دے سکتا ہے اور اس کا واحد علاج صرف وصال خداوندی ہے اس لیے میں مریضوں جیسی صورت بنائے ہوئے گریہ و زاری کرتی رہتی ہوں کہ شاید اسی سبب سے قیامت میں تکمیل تمنا ہو جائے

استغنا

کچھ اہل اللہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے سوال کیا کہ خدا کی بندگی کیوں کرتے ہو؟ ان میں سے ایک نے تو یہ جواب دیا، کہ ہم جہنم کے ان طبقات سے خائف ہو کر جن پر سے روز محشر گذرنا پڑے گا خدا کی بندگی کرتے ہیں تاکہ جہنم سے محفوظ رہ سکیں اور دوسرے نے جواب دیا کہ ہم خواہش فردوس میں اس کی بندگی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو بندہ خوف جہنم اور امید فردوس کی وجہ سے بندگی کرتا ہے وہ بہت ہی برا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے سوال کیا کہ کیا آپ کو خدا سے امید و بیم نہیں؟ فرمایا کہ پہلے ہمسایہ ہے بعد میں اپنا گھر اسی نے ہماری نظروں میں فردوس و جہنم کا عدم و وجود مساوی ہے۔ کیونکہ عبادت الہٰی فرض عین ہے اور اگر وہ فردوس و جہنم کو تخلیق نہ کرتا تو کیا بندے اس کی بندگی سے منکر ہو جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیم و رجا سے ہٹ کر بلا واسطہ اس کی پرستش کرنی چاہیئے۔

ایک بزرگ نے آپ کو کثیف لباس میں دیکھ کر عرض کیا کہ اللہ کے بہت سے ایسے بندے جو آپ کی جنبش ابرو پر نفیس سے نفیس لباس مہیا کر سکتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے طلب غیر سے اس لئے حیا آتی ہے کہ مالک دنیا تو خدا ہے اور اہل دنیا کو ہر شے عارضیتاً عطا کی گئی ہے اور جس کے پاس ہر شے خود عارضیتاً ہو اس سے کچھ طلب کرنا باعث ندامت ہے۔ یہ سن کر ان بزرگ نے آپ کے جذبہ بے نیازی کی داد دی۔

آپ نے خموشی اختیار کرلی۔ اور ایک روز جب رابعہ بصری ساحل فرات پر موجود تھیں تو اچانک حسن بصری بھی وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مصلّے بچھا کر فرمایا کہ آیئے ہم دونوں نماز ادا کریں۔ لیکن رابعہ نے جواب دیا کہ اگر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لئے ہے تو بہت اچھا ہے کیونکہ دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ کہہ کر رابعہ نے اپنا مصلّے ہوا کے دوش پر بچھا کر فرمایا کہ آیئے دونوں یہاں نماز ادا کریں۔ تاکہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں۔ پھر بطور دلجوئی رابعہ نے فرمایا کہ جو فعل آپ نے سرانجام دیا وہ تو پانی کی معمولی سی مچھلیاں بھی کرسکتی ہیں اور جو میں نے کیا وہ ایک حقیری مکھی بھی کرسکتی ہے لیکن حقیقت کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت حسن بصری مکمل ایک شب و روز رابعہ بصری کے یہاں مقیم رہے اور حقیقت و معرفت کے موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ لیکن حسن بصری کہتے ہیں کہ اس دوران نہ تو مجھے یہ احساس ہوا کہ میں مرد ہوں اور نہ یہ محسوس ہوا کہ رابعہ عورت ہے اور وہاں سے واپسی پر میں نے خود کو مفلس اور ان کو مخلص پایا۔

حضرت حسن بصری اپنے چند رفقاء کے ہمراہ ایک شب رابعہ بصری کے یہاں پہنچے لیکن اس وقت ان کے یہاں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا اور حضرت حسن کو روشنی کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ رابعہ نے اپنی انگلیوں پر کچھ دم کیا اور وہ ایسی روشن ہوگئیں کہ پورا مکان بقعہ نور بن گیا اور تا سحر وہ روشنی قائم رہی۔ لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ چیز بعید از قیاس ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو فرد صدق دلی کے ساتھ حضور اکرم کی اطاعت کرتا ہے اس کو آپ کے معجزے میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور حاصل ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ خرق عادت شے کا اظہار انبیاء کے حق میں معجزہ کہا جاتا ہے اور ولی کے لئے کرامت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہ کرامت اسے صرف اتباع نبوت ہی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور اکرم کا یہ ارشاد ہے کہ "رویائے صادقہ نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں"۔

حضرت رابعہ بصری نے ایک مرتبہ حضرت حسن کے لئے بطور ہدیہ موم، سوئی اور بال روانہ کئے اور یہ پیغام بھیجا کہ موم کی مانند خود کو پگھلا کر روشنی فراہم کرو۔ اور سوئی کی مانند برہنہ رہ کر مخلوق کے کام آؤ اور جب تم ان دونوں چیزوں کی تکمیل کرلو گے تو بال کے مانند ہوجاؤ گے اور کبھی تمہارا کوئی کام خراب نہیں ہوگا۔

ایک مرتبہ حسن بصری نے سوال کیا کہ کیا تمہیں نکاح کی خواہش نہیں ہوتی؟ آپ نے جواب دیا کہ نکاح کا تعلق تو جسم و وجود سے ہے۔ اور جس کا وجود ہی اپنے مالک میں ضم ہوگیا ہو تو اس کے لئے ہر شے میں اپنے مالک کی اجازت ضروری ہے۔

معرفت

حسن بصری نے آپ سے یہ دریافت کیا کہ تمہیں یہ مراتب عظیم کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ ہر شے کو یاد الٰہی میں گم کرکے پھر حضرت حسن نے سوال کیا کہ تم نے خدا کو کیونکر پہچانا۔ جواب دیا کہ بے ماہیت و کیفیت۔ ایک دفعہ حسن بصری نے آپ سے فرمائش کی کہ مجھے ان علوم کی بابت بتاؤ جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ حاصل ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے تھوڑا سا سوت کات کر تکمیل ضروریات کے لئے دو درم میں فروخت کردیا اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک درم لے کر اس خیال میں غرق ہوگئی کہ اگر میں نے

آپ نے خموشی اختیار کرلی۔ اور ایک روز جب رابعہ بصری ساحل فرات پر موجود تھیں تو اچانک حسن بصری بھی وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مصلّے بچھا کر فرمایا کہ آیئے ہم دونوں نماز ادا کریں۔ لیکن رابعہ نے جواب دیا کہ اگر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لئے ہے تو بہت اچھا ہے کیونکہ دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں، یہ کہہ کر رابعہ نے اپنا مصلّے ہوا کے دوش پر بچھا کر فرمایا کہ آیئے دونوں یہاں نماز ادا کریں۔ تاکہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں۔ پھر بطور دلجوئی رابعہ نے فرمایا کہ جو فعل آپ نے سرانجام دیا وہ تو پانی کی معمولی سی مچھلیاں بھی کر سکتی ہیں اور جو میں نے کیا وہ ایک حقیری مکھی بھی کرسکتی ہے لیکن حقیقت کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت حسن بصری مکمل ایک شب و روز رابعہ بصری کے یہاں مقیم رہے اور حقیقت و معرفت کے موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ لیکن حسن بصری کہتے ہیں کہ اس دوران نہ تو مجھے یہ احساس ہوا کہ میں مرد ہوں اور نہ یہ محسوس ہوا کہ رابعہ عورت ہے اور وہاں سے واپسی پر میں نے خود کو مفلس اور ان کو مخلص پایا۔

حضرت حسن بصری اپنے چند رفقاء کے ہمراہ ایک شب رابعہ بصری کے یہاں پہنچے لیکن اس وقت ان کے یہاں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا اور حضرت حسن کو روشنی کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ رابعہ نے اپنی انگلیوں پر کچھ دم کیا اور وہ ایسی روشن ہوگئیں کہ پورا مکان بقعہ نور بن گیا اور تا سحر وہ روشنی قائم رہی۔ لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ چیز بعید از قیاس ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو فرد صدق دلی کے ساتھ حضور اکرمؐ کی اطاعت کرتا ہے اس کو آپ کے معجزے میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور حاصل ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ خرق عادت شے کا اظہار انبیاء کے حق میں معجزہ کہا جاتا ہے اور ولی کے لئے کرامت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہ کرامت اسے صرف اتباع نبوت ہی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد ہے کہ "رویائے صادقہ نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں"۔

حضرت رابعہ بصری نے ایک مرتبہ حضرت حسن کے لئے بطور ہدیہ موم، سوئی اور بال روانہ کئے اور یہ پیغام بھیجا کہ موم کی مانند خود کو پگھلا کر روشنی فراہم کرو۔ اور سوئی کی مانند برہنہ رہ کر مخلوق کے کام آؤ اور جب تم ان دونوں چیزوں کی تکمیل کرلوگے تو بال کے مانند ہوجاؤ گے اور کبھی تمہارا کوئی کام خراب نہیں ہوگا۔

ایک مرتبہ حسن بصری نے سوال کیا کہ کیا تمہیں نکاح کی خواہش نہیں ہوتی؟ آپ نے جواب دیا کہ نکاح کا تعلق تو جسم و وجود سے ہے۔ اور جس کا وجود ہی اپنے مالک میں ضم ہوگیا ہو تو اس کے لئے ہر شے میں اپنے مالک کی اجازت ضروری ہے۔

معرفت

حسن بصری نے آپ سے یہ دریافت کیا کہ تمہیں یہ مراتب عظیم کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ ہر شے کو یاد الٰہی میں گم کرکے پھر حضرت حسن نے سوال کیا کہ تم نے خدا کو کیونکر پہچانا۔ جواب دیا کہ بے ماہیت و کیفیت۔ ایک دفعہ حسن بصری نے آپ سے فرمائش کی کہ مجھے ان علوم کی بابت سمجھاؤ جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ حاصل ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے تھوڑا سا سوت کات کر تکمیل ضروریات کے لئے دو درم میں فروخت کردیا اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک درم لے کر اس خیال میں غرق ہوگئی کہ اگر میں نے

دونوں کو ایک ہاتھ میں لیا تو یہ جوڑ بن جائے گا اور یہ بات وحدانیت کے منافی اور میری گمراہی کا باعث ہو سکتی ہے بس اس کے بعد سے میری تمام راہیں کشادہ ہوتی چلی گئیں۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ حضرت حسن یہ کہتے رہتے ہیں اگر میں روزِ محشر ایک لمحہ کے لئے بھی دیدارِ خداوندی سے محروم رہا تو اتنی گریہ وزاری کروں گا کہ اہلِ فردوس کو بھی مجھ پر رحم آجائے گا۔ رابعہ نے کہا کہ انہوں نے بالکل صحیح کہا۔ لیکن یہ شے بھی اسی کے شانِ شایان ہے جو آنِ واحد کے لئے یادِ الٰہی سے غافل نہ رہتا ہو۔

جب آپ سے نکاح نہ کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو جواب دیا کہ تین چیزیں میرے لئے وجہ غم بنی ہوئی ہیں اور اگر تم یہ غم دور کر دو میں یقیناً شادی کر لوں گی۔ اول یہ کہ کیا خبر میری موت اسلام پر بھی ہو گی یا نہیں؛ دوم روزِ محشر میرا نامہ اعمال نہ جانے سیدھے ہاتھ میں ہو یا اُلٹے ہاتھ میں؛ سوم روزِ محشر جب جنت میں ایک جماعت کو داہنی طرف سے اور دوسری کو بائیں طرف سے داخل کیا جائے گا تو نہ جانے میرا شمار کس جماعت میں ہو گا۔ لوگوں نے عرض کیا ان تینوں سوالوں کا جواب ہمارے پاس نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس کو اتنے غم ہوں تو اس کو شادی کی کیا تمنا ہو سکتی ہے؟

جب لوگوں نے آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جائیں گی؟ جواب دیا کہ جس جہان سے آئی ہوں اسی جہان میں لوٹ جاؤں گی۔ پھر سوال کیا گیا کہ اس جہان میں آپ کا کیا کام ہے؟ فرمایا کفِ افسوس ملنا۔ اور جب افسوس کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں رزق تو اس جہان کا کھاتی ہوں اور کام اس جہان کا کرتی ہوں۔

خودشناسی و خداشناسی

ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کی شیریں بیانی تو اس قابل ہے کہ آپ کو مسافر خانہ کا نگراں مقرر کر دیا جائے۔ فرمایا کہ میں تو خود ہی اپنے مسافر خانہ کی محافظ ہوں کیونکہ جو کچھ میرے اندر ہے اسے باہر نکال دیتی ہوں اور جو باہر ہے اس کو اندر نہیں جانے دیتی اس لئے مجھے کسی کی آمد و رفت سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ قلب کی نگہبان ہوں جسدِ خاکی کی نہیں۔ ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ ابلیس کو غنیم تصور کرتی ہیں فرمایا کہ میں تو رحمٰن کی دوستی میں مشغولیت کی وجہ سے ابلیس کی معاندت کا تصور ہی نہیں کرتی۔

عالمِ خواب میں حضور اکرم نے آپ سے فرمایا کہ "کیا تو مجھے محبوب رکھتی ہے" تب رابعہ نے عرض کیا کہ وہ کون بدنصیب ہو گا جو آپ کو محبوب نہ رکھتا ہو۔ لیکن میں تو حبِ الٰہی میں ایسی غرق ہوں کہ اس کے سوا کسی کی محبوبیت کا تصور تک بھی نہیں آتا یہی وجہ ہے کہ مجھ میں کسی کی محبوبیت کا احساس تک باقی نہیں۔

لوگوں کے اس سوال پر کہ محبت کیا شے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محبت ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی کیونکہ دو عالم میں کسی نے اس کا ایک گھونٹ تک نہیں چکھا جس کے نتیجہ میں محبت اللہ تعالےٰ میں ضم ہو کر رہ گئی اسی لئے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے، کہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ اللہ ان کو محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے یہ سوال کیا کہ آپ جس کی عبادت کرتی ہیں کیا وہ آپ کو نظر بھی آتا ہے۔ فرمایا کہ اگر نظر نہ آتا تو عبادت کیوں کرتی۔

سوال کیا کہ کیا مجھے اور تمہیں اور دولت مندوں کو رزق عطا کرنے والی ایک ہی ذات نہیں ہے؟ تو پھر کیا درویشوں کو ان کی غربت کی وجہ سے اس ذات نے فراموش کر دیا ہے اور امراء کو رزق دنیا یاد رہ گیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب وہ ذات ہر فرد کی ضروریات سے واقف ہے تو پھر ہمیں یاد دہانی کی کیا ضرورت؛ اور ہمیں اسی کی خوشی میں خوشی ہونی چاہیے۔

صدق کی تعریف

حضرت حسن بصری، مالک بن دینار اور شفیق بلخی ایک مرتبہ رابعہ کے مکان پر صدق و صفا کے موضوع پر تبادلہ خیال کر رہے تھے تو حسن بصری نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب کو ناقابل برداشت تصور کرے وہ اپنے دعویٔ صدق میں کاذب ہے یہ سن کر رابعہ بصری نے کہا کہ یہ قول خود پسندی کا آئینہ دار ہے پھر شفیق بلخی نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب پر شکر ادا نہ کرے وہ اپنے دعویٔ صادق میں جھوٹا ہے اس پر رابعہ بصری نے فرمایا کہ صادق ہونے کی تعریف کچھ اس سے اور زیادہ بلند ہونی چاہیے۔ پھر مالک بن دینار نے صدق کی تعریف میں فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب میں لذت محسوس نہ کرے اس کا دعویٔ صدق باطل ہے۔ لیکن رابعہ بصری نے پھر دوبارہ یہی فرمایا کہ اس سے بھی افضل و اعلیٰ کوئی اور تعریف ہونی چاہیے۔ یہ کہہ کر پھر آپ نے صدق کی یہ تعریف بیان کی کہ جو مالک کے دیدار پر اپنے زخموں کی اذیت فراموش نہ کر سکے وہ اپنے دعویٔ صدق میں جھوٹا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ دیدار خداوندی میں شدت تکلیف کو فراموش کر دینا کوئی تعجب کی بات نہیں جب کہ حسن یوسف کو دیکھ کر مصری عورتوں نے اپنی انگلیاں تراش ڈالیں اور تمنائے دیدار میں تکلیف کا قطعاً احساس نہ ہو سکا۔

محبت کی علامت

مشائخین بصرہ میں سے ایک شیخ آپ کے یہاں جا کر سرہانے بیٹھتے ہوئے دنیا کی شکایت کرنے لگے تو رابعہ نے فرمایا کہ غالباً آپ کو دنیا سے بہت زیادہ لگاؤ ہے کیونکہ جو شخص جس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کا ذکر بھی بہت زیادہ کرتا ہے کیونکہ اگر آپ کو دنیا سے لگاؤ نہ ہوتا تو آپ کبھی اس کا ذکر نہ چھیڑتے۔

توکل

حضرت حسن بصری شام کو ایسے وقت رابعہ کے یہاں پہنچے جب کہ وہ چولھے پر سالن تیار کر رہی تھیں لیکن آپ کی گفتگو سن کر فرمانے لگیں کہ یہ باتیں سالن پکانے سے کہیں بہتر ہیں اور نماز مغرب کے بعد جب ہانڈی کھول کر دیکھا تو سالن خود بخود تیار ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے اور حسن بصری نے ساتھ مل کر گوشت کھایا۔ اور حسن بصری فرماتے ہیں کہ ایسا لذیذ گوشت میں نے زندگی بھر نہیں کھایا۔

مقصد بندگی

حضرت سفیان اکثر یہ فرمایا کرتے کہ ایک شب کو میں رابعہ کے یہاں پہنچا تو وہ پوری شب مشغول عبادت رہیں اور میں بھی ایک گوشہ میں نماز پڑھتا رہا۔ پھر صبح کے وقت رابعہ نے فرمایا کہ عبادت کی توفیق عطا کئے جانے پر ہم کسی طرح معبود حقیقی کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور میں بطور شکرانہ کل کا روزہ رکھوں گی اور اکثر آپ یہ دعا کیا کرتیں کہ یا خدا اگر روز محشر تو نے مجھے نار جہنم میں ڈالا تو میں تیرا ایک ایسا راز افشا کر دوں گی جس کو سن کر جہنم مجھ سے ایک ہزار سال کی مسافت پر بھاگ جائے گی۔ اور کبھی یہ دعا کرتیں کہ دنیا میں میرے لئے جو حصہ متعین کیا گیا ہے وہ اپنے معاندین کو دے دے اور جو حصہ عقبیٰ میں مخصوص ہے وہ اپنے دوستوں میں تقسیم فرما دے کیونکہ میرے لئے تو صرف تیرا وجود ہی بہت کافی ہے اور اگر میں جہنم کے ڈر سے عبادت